© rasailojaraid.com

پانچویں دیوار

انگریزی سے ترجمہ، جناب فیض احمد شہابی صاحب

یوگوسلاویہ کی ۲۳ ملین آبادی میں ۴ ملین سے زائد مسلمان ہیں۔ ۱۹۱۸ء میں یہ مملکت وجود میں آئی تھی۔ اب یہاں مسلمانوں کے لیے جینا دوبھر ہو گیا ہے۔ ۱۹۴۵ء میں کمیونسٹ برسرِاقتدار آئے تو انہوں نے مسجدوں پر قفل لگا دیے۔ مذہبی فرائض ادا کرنے پر پابندی عائد کر دی اور مکتب بند کر دیے۔ حکومت کے "قاتل دستوں" نے مسلمانوں کو چُن چُن کر ہلاک کیا۔ جبر و تشدد روزمرہ کا معمول بن گیا۔ مسلمان اشتراکیت کے قہرمانہ نظام میں پس کر رہ گئے۔ ان کے لیے ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اپنی بقاء کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ ۱۹۸۱ء میں قصووہ (KOSOVO) کے مسلمانوں نے آزادی اور خودمختاری کے حصول کے لیے ایک تحریک چلائی جو دیکھتے ہی دیکھتے ایک طوفان کی شکل اختیار کر گئی۔ حاکم لرزہ اٹھے، ایوانِ اقتدار ہل گیا۔ اشتراکیت کی دیوی کے پجاری حواس کھو بیٹھے۔ وہ نہتی رعایا کے مقابلے میں فوج لے آئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس تحریک کو بمبار جہازوں اور ٹینکوں کی مدد سے کچل دیا گیا۔ دو ہزار مسلمان شہید ہو گئے۔ اشتراکیت نے اپنی "فتح" کا جشن اس طرح منایا کہ بے گناہ لوگوں سے جیلیں بھر گئیں۔ ۱۹۸۳ء میں اس "باغی تحریک" کے بارہ رہنماؤں پر مقدمہ چلا۔ اشتراکی عدالت نے انہیں مجموعی طور پر نوے سال قید کی سزا سنائی۔ ان "مجرمان بے خطا" میں ایک خاتون ملکہ صالح بیگووچ (MELIKA

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(SALEH BEGOVIC) بھی شامل تھیں۔ قید کے دوران میں ان پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے۔ غیر انسانی سلوک اور جبر و تشدد سے ان کی صحت جواب دے گئی تو حکام نے انہیں ۱۹۸۵ء میں رہا کر دیا۔ درج بالا واقعات ان کی اسیری کی پر آشوب داستان کا ایک حصہ ہیں۔ عبرت کا پہلو یہ ہے کہ یوگوسلاویہ وہ ملک ہے جس نے "لبرل اشتراکی" ہونے کا ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔ (مترجم)

طبی عملہ بالکل چوکس تھا ملکہ صالح بیگووچ کی بھوک ہڑتال ۳۷ ویں دن میں داخل ہو چکی تھی۔ موت و حیات کے اس مرحلے میں اچانک فوکہ (FOCA) جیل کا دروازہ کھلا۔ حکام کے ساتھ ملکہ کا بھائی بھی تھا۔ وہ اپنی چالیس سالہ بہن کو لینے آیا تھا جسے رہائی کے احکام مل چکے تھے۔ بھائی نے اپنی بہن کو جو ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو چکی تھی بازوؤں پر اٹھایا اور اسے باہر کھڑی کار کی سیٹ پر آکر لٹا دیا۔ ملکہ کا چودہ سالہ بیٹا بھی اس موقع پر موجود تھا۔

وہ اڑھائی برس سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند تھی۔ اس کا قصور یہ تھا کہ وہ ایک مسلمان عورت تھی۔ کمیونسٹ نظام کی باغی تھی۔ ڈاکٹروں نے اس کی رہائی کی سفارش کی تھی کیونکہ اس پر غشی کے مسلسل دورے پڑ رہے تھے۔ اپنی رہائی کے دو ہفتے بعد بھی ملکہ صالح اپنے بستر سے نہ اٹھ سکی۔ اسی دوران میں اس کی خوراک زبردستی کے دو چار نوالوں سے آگے نہ بڑھی۔

ملکہ صالح سمیت گیارہ مسلمان قیدی اور بھی تھے۔ ان پر یہی ایک الزام تھا کہ وہ "قوم پرست" تھے۔ ایک مسلمان گرفتاری کے کچھ عرصہ بعد پراسرار طور پر خالق حقیقی سے جا ملا۔ ۱۹۸۵ء میں مقدمے کی کارروائی شروع ہوئی اور پانچ ہفتے میں اختتام کو پہنچ گئی۔ ان سب مسلمانوں کا جرم یہ تھا کہ وہ "انقلاب دشمن" تھے۔

جنوری ۱۹۸۶ء میں وفاقی سپریم کورٹ نے چھ افراد کی سزا کم کر دی۔ ان پر انقلاب دشمن عناصر کے ساتھ گٹھ جوڑ کا الزام ثابت نہ ہو سکا۔ مسلم دانشور علیجاہ عزت بیگووچ کو ان کی بے لاگ تحریروں کی بنا پر دھر لیا گیا تھا۔ ان کے بارے میں فیصلہ صادر ہوا کہ وہ مزید چھ برس جیل میں گزاریں گے۔ "یہ سارا مقدمہ ایک فریب تھا!" ملکہ صالح نے کہا۔ "سراجیوو (SARAJEVO)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے کورٹ میں پانچ ہفتے کے مختصر مگر جانگسل عرصے میں فیصلہ سنا دیا گیا۔ اس ساری کارروائی میں کہیں بھی انصاف کی جھلک دیکھنے میں نہیں آئی" ملکہ نے اس کی وجوہات بتلاتے ہوئے واضح کیا "ہمیں سزا دی گئی کیونکہ ہم مسلمان تھے، ہم اس پر نادم نہیں۔ مجھے ذاتی طور پر فخر ہے کہ میں ایک ایماندار اور مسلم خاتون کی حیثیت سے قربانی دینے میں پیچھے نہیں رہی" ملکہ کی باتوں میں خودداری کی جھلک نمایاں تھی۔

تصوو میں بے چینی پھیلی تو حکام بوکھلا اٹھے۔ انہیں یہ خدشہ کھائے جا رہا تھا کہ اس جمہوریہ کے بیس لاکھ مسلمان اپنی آزادی اور خودمختاری کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تو پھر انقلابِ ایران کے جیالوں کی طرح انہیں دبانا مشکل ہوگا۔ ملکہ اپنے بیٹے کے ساتھ کچھ عرصہ پہلے ایران گئی تھی، لیکن طرفہ تماشہ دیکھیے کہ جس بنیاد پر انہیں پکڑا گیا تھا وہ ایک خط تھا جو کبھی امام خمینی کو لکھا ہی نہ گیا تھا۔ ملکہ نے کہا کہ اس وقت جو اخباری انٹرویو وہ دے رہی ہیں اس کی وجہ سے انہیں دوبارہ گرفتار کیا جاسکتا ہے، لیکن وہ دنیا کو حقائق بتانے سے گریز نہ کریں گی۔ ان کے الفاظ ہیں:

"میرا ایمان ہے کہ جھوٹ بولنے سے کہیں یہ آسان ہے کہ آدمی موت کو گلے لگا لے۔ میں اپنے بیٹے کو بھی اسی سچائی کا درس دیتی آئی ہوں"

حکومت کا موقف یہ تھا کہ فسادات سے پہلے "قوم پرست شرپسندوں" نے ایک گروپ بنایا تھا۔ ملکہ نے اس کی پرزور تردید کی۔ "میں صرف تین آدمیوں سے واقف تھی۔ دوسرے ملزم پہلی بار عدالتوں میں دیکھے تھے۔ مجھے قوم پرست کے لفظ سے نفرت ہے کیونکہ اسلام قوم پرستی کا مخالف ہے"

سراجیوو کے اپارٹمنٹ بلاک کے ایک فلیٹ میں ملکہ کی رہائش ہے۔ ان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی طمانیت کا احساس بیدار ہونے لگتا ہے۔ دیواروں پر قرآنی آیات کے طغرے آویزاں ہیں نہ یہاں نسل، گروہ، رنگ یا قومیت کا شائبہ تک نہیں دکھائی دیتا۔ ملکہ قوم پرستی کے الزام کا جواب ہنس کر دیتی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یوگوسلاویہ میں کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس پر مخالفِ حکومت پروپیگنڈہ کرنے کا شک نہ کیا جاتا ہو۔ ۱۹۸۵ء میں یوگوسلاویہ کی رائٹرز کانگریس نے حکومت سے سفارش کی تھی کہ محض شک وشبہ کی بنا پر کسی کو نہ پکڑا جائے۔ ملکہ نے کہا کہ ہم بھی یہی چاہتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں کہ قید و بند میں ڈالنے والے کالے قوانین فوراً منسوخ کر دیے جائیں۔ انہوں نے بتایا کہ مقدمے کے دوران میں میرے دفاع کے لیے حکومت نے جو "وکیل" مقرر کیا وہ ایک نیم خواندہ سابق پولیس مین تھا۔

۱۹۷۹ء میں ملکہ نے بوسنیا کی کمیونسٹ پارٹی سے استعفیٰ دیا تو اس کی کلچرل باڈی کے ارکان کو اس حرکت پر خاصی حیرت ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سے یہ استعفیٰ دلوایا گیا تھا۔ جمہوریہ بوسنیا کے ارباب بست و کشاد میں برانکو میکولچ اور حمدی جاہ پیش پیش تھے۔ جبریت پسندانہ پالیسیاں وضع کرنے میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ بس یہ بات باعث نزاع بنی اور ملکہ کمیونسٹ پارٹی سے الگ ہو گئی۔ اس کے باوجود وہ خوش تھی۔ اب وہ اسلامی اقدار اپنا سکتی تھی جس کا اس ملحد معاشرے میں کوئی تصور نہ تھا۔ ملکہ نے اس کا آغاز اسلامی حجاب سے کیا۔ وہ لادین اقدار کی باغی ہو چکی تھی۔

حکمران طیش میں آ گئے۔ ۱۹۸۳ء میں ملکہ پر بے بنیاد الزام لگا کر جیل میں ڈال دیا۔ جیل کے یہ شب و روز نہایت روح فرسا تھے۔ کوئی ایسا قانون نہ تھا جس کی یہاں دھجیاں نہ اڑائی گئی ہوں۔ گرفتاری کے کوئی وارنٹ نہ تھے۔ ملکہ کے گیارہ سالہ بچے کا کوئی پرسان نہ تھا۔ وہ بالکل اکیلا تھا۔ تفتیش کئی ہفتے جاری رہی۔ جیل کے حکام ملکہ پہ خونی نظریں گاڑ کر کہتے "سب کچھ بتا دو ورنہ تمہارے لڑکے کی خیر نہیں"۔ ملکہ یہ سن کر لرز اٹھتی۔ بلیک میل کا یہ بھونڈا طریقہ خون خشک کئے دیتا تھا۔

جیل میں ملکہ کے بارے میں غلط اطلاعات فراہم کی گئیں۔ اسی پہ اکتفا نہ ہوا بلکہ جھوٹ کے اس انبار کو اخبارات کے ذریعے ملک بھر میں پھیلا دیا گیا۔ ملکہ کے بارے میں مشہور کیا گیا کہ وہ ایک ایسی قدامت پسند مسلم خاتون ہے جس نے اپنے بچے کو سکول سے اٹھوا لیا ہے۔ ادھر کمیونسٹوں کا ظالمانہ رویہ دیکھئے کہ وہ بچے کو پکڑ کر جیل لائے اور گندے ماحول میں ماں سے ملوا کر پھر واپس لے گئے، افسوس ہے کہ چوروں قاتلوں اور اخلاقی مجرموں کے بچے بڑی آؤ بھگت سے ماں باپ سے ملوائے جاتے مگر سیاسی قیدیوں کے بچے اس سہولت سے محروم تھے۔

جیل کے حکام نہایت ظالم تھے۔ قید کے دوران میں ملکہ پہ کئی بار تشدد ہوا۔ وارڈن کے حکم پہ ایک لحیم شحیم قیدی اسے مار مار کر بے ہوش کر دیتا۔ سوزا نندوش نامی وارڈن نہایت سفاک تھا وہ ملکہ کو بے دردی سے پیٹتا تھا۔ وہ بے ہوش ہو کر فرش پہ گرتی تو یہ ظالم اسے ٹانگ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے پکڑ کر گھسیٹا۔ ملکہ کو جیل کے اس حصے میں رکھا گیا تھا جہاں طوائفیں، قاتل، چور اور اچکے بند تھے۔ آخری چار ماہ اس نے قید تنہائی میں گزارے۔ ملکہ کو ایسی کوٹھڑی میں رکھا گیا تھا جہاں تازہ ہوا یا دھوپ کا کوئی گزر نہ تھا۔ کسی شخص کو اس سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ تنہائی کو مزید بھیانک بنانے کے لیے ملکہ سے کتابیں چھین لی گئیں۔ تب اس نے بھوک ہڑتال کر دی۔ احتجاج کارگر ثابت ہوا۔ چند دن بعد حکام نے کچھ کتابیں واپس کر دیں۔ ملکہ نے جیل حکام کی بدسلوکی پر وزارتِ انصاف کو ایک احتجاجی خط بھیجا تو اسے وہاں تک پہنچنے نہ دیا گیا۔ اس جسارت پر وہ ایک بار پھر تشدد کے شکنجے میں کس دی گئی۔ ظلم کی انتہا ہو گئی۔ جیل کے ایک افسر نے اس عفت مآب خاتون کے کپڑے اتار کر اس کے سینے کو ناپاک ہاتھوں سے چھوا۔ سادہ کپڑوں میں ملبوس پولیس والوں نے گندی گالیاں دیں اور ان کی تذلیل کی۔ قانون کی رو سے انہیں ایسا کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک کمیونسٹ معاشرے میں قانون نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

"سچ ایک انمول متاع ہے۔ اس پر ہر چیز قربان کی جا سکتی ہے۔ مسلمان ہونے کے ناتے میری آزادی سلب ہوتی ہے اور ایذا دی جاتی ہے تو مجھے اس کی پروا نہیں"۔ ملکہ نے پُرعزم لہجے میں کہا۔

کمیونسٹ معاشرے میں آزادی ایک بے معنی لفظ ہے۔ یہاں فرد کی سوچ مادی زندگی کی تاریک بھول بھلیوں سے نکل ہی نہیں پاتی۔ ذہن کو جِلا اور رُوح کو فرحت بخشنے والی تحریریں یہاں نہیں چھپ سکتیں۔ سوشلسٹ معاشرہ ایک ایسا قید خانہ ہے جہاں چار و ناچار حالات سے سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے۔ ملکہ اپنی قید و بند کی یادداشتیں چھپوانا چاہتی ہیں، مگر پورے یوگوسلاویہ میں کوئی ایک پبلشر بھی ایسا نظر نہیں آتا جو اس کام پر راضی ہو سکے۔ وہ اپنی کتاب کا نام "پانچویں دیوار" تجویز کر چکی ہیں۔

"پانچویں دیوار" سیاسی قیدیوں اور بیرونی دنیا کے درمیان حائل ہے۔ جہاں کوئی شخص مظلوموں کی مدد کے لیے نہیں آ سکتا۔ اس بلند و بالا دیوار کی دوسری جانب جھانکنے کی اجازت نہیں۔ جہاں ایک دوست دوسرے بدقسمت مقید دوست سے اس لیے ہاتھ نہیں ملا سکتا کہ کہیں ایک ہلکا سا اشارہ اسے بھی پانچویں دیوار کے حصار میں نہ دھکیل دے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملکہ کوان روح فرسا حالات میں امید کی کرن دکھائی نہیں دیتی۔ اس کے بھائی سے نجی کاروبار کا اجازت نامہ چھین لیا گیا ہے۔ وہ بہن سے ہمدردی جتانے کی سزا بھگت رہا ہے۔

"میں نے مسیح کی خاطر بھوک ہڑتال کی۔ جیل والوں نے مجھ سے اتنا ظالمانہ سلوک کیا کہ چلنے پھرنے کی سکت نہیں رہی۔ میں اپاہج ہو چکی ہوں۔ اس کے باوجود میں واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ مسیح کی خاطر جنگ جاری رہے گی۔ دُنیاوی مصائب و آلام مجھے اپنے عظیم نصب العین سے نہیں ہٹا سکتے"۔ ملکہ نے یہ الفاظ کہے تو اُن کے چہرے پر استقامت کی جھلک نمایاں تھی۔

کیہان انٹرنیشنل۔ ۶ فروری ۱۹۸۶ء

(بقیہ: بھارت میں اسلامی تحقیق ایک اہم ادارہ)

۲۔ "اباحیت" کے موضوع پر تصنیف۔

۳۔ اشتراکیت کا تنقیدی مطالعہ (ہندوستان کے سیاق میں)

۴۔ قرآنی اصطلاحات کی تشریح۔

۵۔ غیر مسلموں کی ضروریات کے لیے سیرتِ طیبہ پر نئی تالیف۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ادارہ ایک چھوٹی سی عمارت میں فراخ حوصلگی سے کام کر رہا ہے، مگر کام کی اہمیت اور وسعت نے تنگ دامانی کا احساس شدید کر دیا ہے، اس لیے تحقیقات اسلامی کامپلیکس کا منصوبہ ترتیب دیا جا چکا ہے، مگر اس کی تکمیل اللہ کی مدد اور اہلِ نظر اور اہلِ خیر کے تعاون کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اُمید ہے کہ ادارہ نے جس جذبے سے وقت کی اہم ضرورت پوری کرنے کی کوشش کی ہے اُس کو قبول فرما کر اللہ اس کی ضرورت بھی پوری کرے گا۔ اور اس طرح نہ صرف ہندوستان بلکہ دُنیا میں اسلام کی عظمت کی بازیابی کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے گا۔ وما ذالك على الله بعزیز۔

نوٹ از مدیر: اس مضمون نگار ادارۂ تحقیق و تصنیفِ اسلامی علی گڈھ (۲۰۲۰۰۱۔ بھارت) کے رُکن ہیں۔

© rasailojaraid.com